اسلام کا سماجی نظام

سید رشید احمد ارشد ایم اے
لیکچرر شعبۂ عربی کراچی یونیورسٹی

انسان فطری طور پر جماعتی زندگی کا محتاج ہے۔ پیدا ہوتے ہی وہ اپنی بقا و زیست کے لئے اپنے والدین اور دیگر افرادِ خاندان کا محتاج ہوتا ہے۔ نیز دیگر ضروریات زندگی ہیں اسے اپنے دیگر رشتہ داروں اور ساتھیوں سے مدد حاصل کرنی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس دنیا میں زندگی کی ضروریات صرف ایک شخص کے ذریعے فراہم نہیں ہوتی ہیں بلکہ انہیں متعدد اشخاص کی مدد سے حاصل کیا جاتا ہے۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ انسان فطری طور پر مدنی الطبع ہے۔ اور اس تمدنی اور معاشرتی زندگی میں ہر ایک فرد دوسرے فرد پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اور اس کے اثرات بھی قبول کرتا ہے۔ مثلاً اگر اسی جماعت کا ایک فرد بُرا ہو تو اس کے بُرے اثرات تمام جماعت تک پہنچتے ہیں۔ اور اگر کوئی فرد صالح و نیک ہو تو اس کے اثرات سے بھی دیگر افراد متاثر ہوتے ہیں۔ یہ مثل مشہور ہے "ایک مچھلی سارے تالاب کو گندہ کر دیتی ہے"۔ اس لئے معاشرہ اور سماج کی جس قدر اہمیت ہے اسی قدر اس کے افراد کی بھی ہے۔ سماج اور معاشرہ ایک جسم کے مانند ہے افراد اس کے اعضاء ہیں۔ اگر جسم کا کوئی عضو خراب ہو تو اس کی وجہ سے سارے جسم کو تکلیف پہنچتی ہے۔

لہٰذا اس بات کی ضرورت ہے کہ معاشرہ کے افراد کے باہمی تعلقات کو خوشگوار بنایا جائے اور ہر قسم کے جماعتی نظام کے حقوق و فرائض کا تعین کیا جائے تاکہ وہ اپنے دائرۂ عمل میں رہ کر کام کریں اور کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ یہ کام صرف وہی مذہب کر سکتا ہے جس کے پاس خدا کے احکام و ہدایات کے مطابق مکمل معاشرتی نظام ہو۔ یہ خصوصیت صرف اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس کا مکمل معاشرتی نظام ہے۔

اسلامی معاشرت

اسلام میں افراد کو جداگانہ حقوق حاصل ہیں۔ اور ہر شخص کی ایک مستقل شخصیت ہے۔ افراد نظام اجتماعی میں بے جان پرزہ یا ماحول کا عارضی پرتو نہیں ہے۔ بلکہ اسلام کے نزدیک ہر فرد اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔ اور خدا کے سامنے جواب دہ ہے جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ — جس کسی نے نیک کام کیا تو اپنے فائدے کے لئے
وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۔ — کیا اور جس کسی نے برا کام کیا تو اس کا (نقصان) اس پر ہے۔

یہ تو اس کی انفرادی ذمہ داری کا حال بیان کیا گیا ہے اس کے ساتھ ساتھ ہر فرد پر اجتماعی ذمہ داری کا بوجھ بھی ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ

(تم میں سے ہر ایک گلہ بان (ذمہ دار اور نگران) ہے۔ اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت (نگرانی وذمہ داری) کے بارے میں باز پرس ہوگی)

علم کی اہمیت

اس اجتماعی اور انفرادی ذمہ داریوں کو خوش اسلوبی سے انجام دینے کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ انسان خدائی قوانین اور اس کی ہدایات سے زیادہ سے زیادہ واقف ہو تاکہ وہ نہایت آسانی کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو انجام دے سکے لہٰذا اس مقصد کے لئے علم دین کے ضروری مسائل سے واقفیت حاصل کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے جیسا کہ ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ (ابن ماجہ) — علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

صرف ضروری علم حاصل کرنے پر اکتفا نہیں کیا گیا ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ یہ دعا سکھائی گئی۔

وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (پ۱۶ سورۂ طٰہٰ ۱۱۴)

(اے پیغمبر) کہہ دیجئے کہ اے پروردگار! تو میرے علم میں اضافہ فرما۔)

نظام عبادت

اسلام نے فرد کی اصلاح و تربیت کے لئے ایک مستقل نظام مقرر فرمایا ہے تاکہ افراد کی اصلاح سے صحیح معاشرے کا نظام قائم ہو سکے۔ وہ مستقل نظام اسی کا "نظام عبادات" ہے۔ عبادت کے نظام میں اسلام نے اعتدال کو مدنظر رکھا ہے۔ اسلام نے عبادت کا مقصد ترک دنیا نہیں رکھا ہے اس نے نہ صرف راہب بننے کی مخالفت کی ہے بلکہ مختلف قسم کی اسلامی عبادات کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو دنیا پرستی کی برائیوں سے بچایا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ہر کام میں اعتدال اور میانہ روی کی تلقین کی ہے۔

جذبۂ عمل

اسلام معاشرہ کے افراد کے جذبۂ عمل کو بیدار کرتا ہے اور جدوجہد کی زندگی کی حوصلہ افزائی کرتا ہے چنانچہ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی (پ۲۷ سورۂ النجم)

انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

جو کوئی جدوجہد کرتا ہے اسے اپنی جدوجہد کا ثمرہ ملے گا اور ہر جدوجہد کرنے والے کو کچھ نہ کچھ حاصل ہوتا ہے۔

اسلام میں عمل کی اہمیت اس قدر ہے کہ اسے ایمان کا لازمی نتیجہ قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"ایمان دل سے تصدیق، زبان سے اقرار اور اعضاء سے عمل کرنے کا نام ہے۔"

آپ نے دوسری حدیث میں یہ ارشاد فرمایا ہے۔

"اللہ ایمان کو عمل کے بغیر قبول نہیں کرتا ہے اور عمل کو ایمان

کے بغیر قبول نہیں کرتا ہے ؛

بہتر معاشرہ کا قیام

اسلام فرد اور معاشرہ کا جذبۂ عمل بیدار کرنے کے بعد اسے صرف کمانے کے لئے محدود نہیں رکھتا ہے بلکہ وہ ایک اعلیٰ نصب العین مقرر کرتا ہے ۔ اسلام مسلمانوں کے معاشرہ کا یہ مقصد قرار دیتا ہے کہ وہ اطراف عالم میں بہتر اور صالح معاشرہ قائم کرنے کے لئے جدوجہد کریں جسے شرعی اصطلاح میں "اقامت دین" اور "اعلاء کلمۃ الحق" کہا جاتا ہے کیونکہ اسلامی نظام قائم کرنا ہی دنیا میں امن وامان کے قیام اور بہتر نظام زندگی کی ضمانت ہے ۔

اسلام ایسا سماجی نظام قائم کرنا چاہتا ہے جو رنگ ، نسل ، زبان اور وطن وقومیت کی جغرافیائی حد بندیوں سے آزاد ہو اور اس کی بنیاد عالمگیر اخوت ومساوات اور سماجی عدل وانصاف پر قائم ہو ۔ اور اس معاشرہ میں کسی قسم کے مصنوعی اختلافات اور تعصبات نہ ہوں ۔

مساوات واخوت

اسلامی معاشرہ کی بنیادی خصوصیات یہ ہیں کہ وہ دنیا کے سب انسانوں کو مساوی اور ایک نسل قرار دیتا ہے ۔ کیونکہ تمام انسان اولادِ آدم ہیں ۔ اس کے نزدیک رنگ ونسل اور قومی تقسیم کوئی اہمیت نہیں رکھتے ۔ یہ تقسیم صرف تعارف کے لئے ہے نسلی اختلافات تحقیر وبرتری کے لئے نہیں ہیں اور انہیں کسی صورت میں معیار فضیلت نہیں قرار دیا جاسکتا ہے ۔ چنانچہ قرآن مجید میں یہ مذکور ہے :

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ

(پ ۲۶ سورۃ الحجرات)

اے لوگو ! بیشک ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا پھر تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو شناخت کرسکو ۔ بیشک تم میں سب سے زیادہ شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ تقوی والا ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے آخری زمانے میں حجۃ الوداع کے عظیم الشان اجتماع میں ملتِ اسلامیہ کو جو آخری ہدایت فرمائی تھیں ان میں یہ ہدایت بھی شامل ہے :

"اے لوگو ! درحقیقت تمہارا پروردگار ایک ہے اور تمہارا باپ ایک

ہے ۔ دیکھو ! عربی کو عجمی پر ، عجمی کو عربی پر ، گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت ، بجز تقویٰ کے ، حاصل نہیں ہے ۔ تم سب حضرت آدمؑ کی اولاد ہو ۔ اور (حضرت) آدمؑ مٹی سے بنے تھے ۔"

اسلام کا اہم اور بنیادی عقیدہ توحید بھی عالمگیر اتحاد اور وحدت انسانی کے نظریے کو تقویت پہنچاتا ہے ۔ نیز اسلامی اخوت بھی اسلامی معاشرہ کی اہم بنیاد ہے ۔

چونکہ اسلامی معاشرہ کی بنیاد وحدت انسانی اور عالمگیر اسلامی اخوت پر قائم ہے ، اس لئے یہ نظام اس تنگ نظر معاشرتی نظام سے بہت مختلف ہے ۔ جس کی بنیاد قومیت اور وطنیت کے جغرافیائی حدود پر قائم ہے ۔ لہٰذا موجودہ دور میں اسلامی معاشرہ ، ان تمام خرابیوں اور مشکلات کا حل پیش کرتا ہے ۔ جن کی بدولت عہد حاضر کے انسانوں کو عظیم جنگوں اور دیگر معاشرتی اور بہت سی پریشانیوں کا شکار ہونا پڑ رہا ہے ۔

مرد و زن کا تعاون

اسلامی معاشرہ میں مرد و زن دونوں کو مساویانہ حقوق دیئے گئے ہیں اور دونوں اسلامی معاشرہ کی تشکیل و تعمیر میں مساوی حیثیت سے شریک ہیں ۔ عورتوں اور مردوں میں قانونی مساوات ہے ۔ البتہ ہر ایک کا دائرہ عمل جداگانہ ہے ۔ مرد کے ذمے ذرائع معاش تلاش کرنا اور مادی وسائل فراہم کرنا ہے اور عورت کے ذمے گھر اور خانہ داری کے تمام کام ہیں ۔ نیز وہ تربیت اولاد کی ذمہ دار بھی ہے ، بلکہ اپنے خاندان کی فلاح و بہبود اور اس کی اسلامی روایات کو قائم رکھنے میں خواتینِ اسلام زبردست حصہ لیتی ہیں ۔ اور ان کا تعاون اور اشتراک عمل ضروری سمجھا جاتا ہے ۔

تعاون

اسلامی معاشرہ میں نیک کاموں میں تعاون اور اشتراک عمل پر بہت زور دیا گیا ہے ، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے :

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (پ ۶ مائدہ)

(بھلائی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون کرو اور گناہ اور ظلم کی باتوں میں تعاون نہ کرو)

اسلامی معاشرہ کے آداب

اسلامی معاشرہ میں تعاون اور محبت کی فضا کو ہموار رکھنے کے لئے اسلام نے چند آداب و اخلاق مقرر

کئے ہیں جن پر عمل کرنے سے معاشرہ میں ناخوشگواری کی فضا پیدا نہیں ہوتی ہے۔ اس میں قرآنِ کریم کی چند ہدایات مندرجۂ ذیل ہیں:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ط
(سورۃ الحجرات - ۱۱)

اے ایمان والو! کوئی قوم دوسری قوم کا نہ اڑائے۔ ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر اور عورتیں عورتوں کی ہنسی نہ اڑائیں۔ ممکن ہے وہ ان سے اچھی ہوں۔ اور تم اپنے (مومن) پر عیب نہ لگاؤ اور نہ برے القاب سے ایک کو پکارو۔

آگے چل کر ارشاد ہوتا ہے:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ
(پ ۲۶ سورۃ الحجرات - ۱۲)

اے ایمان والو! تم بہت (بد) گمانوں سے رہو کیونکہ بعض خیالات گناہ پر مبنی ہوتے ہیں ایک دوسرے کے (عیب اور بھید) نہ ٹٹولو۔ ا کوئی کسی کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ اسے ناپسند کروگے۔

اجتماعی ذمہ داری

اسلام نے تبلیغ کو ضروری قرار دے کر ہر ایک مسلمان پر ذمہ داری کا بوجھ ڈالا ہے۔ اسی لئے اسلامی معاشرہ ایسے فرد کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے جو دنیا کو چھوڑ کر الگ تھلگ زندگی بسر کرے۔ و اپنے آپ کو گناہوں سے بچانے کی کوشش کرے۔ مگر اپنے متعلقین کی فلاح و بہبودی کا خ نہ کرے۔ ایسے افراد کے ان اعمال کی اسلام نے حوصلہ افزائی نہیں کی ہے۔ چنانچہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"تم میں سے ہر شخص راعی ہے اور تم میں سے ہر ایک شخص سے اس کی رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ امام (مسلمانوں کا) حاکم ہے اور اس سے اس کی رعایا کے

بارے میں باز پرس کی جائے گی۔ ہر مرد اپنے اہل وعیال کا نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگراں ہے اور اس سے (بھی) اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ غلام اپنے مالک کے مال کا محافظ ہے اور اس سے (بھی) اس کے متعلق باز پرس ہوگی ؛

حقوق و فرائض اسلامی معاشرے کے بارے میں اسلام صرف عام اصول ہی نہیں مقرر کئے بلکہ اس نے ہر قسم کے جماعتی اداروں کے حقوق و فرائض بھی مقرر کئے ہیں۔ مثلاً اس نے رشتہ داروں، اہل خانہ، اہل محلہ، غیر مسلموں اور عام مسلمانوں کے لئے الگ الگ حقوق مقرر کئے ہیں۔ یہاں تک کہ جانوروں، درختوں اور نباتات کے بارے میں بھی اس کے واضح احکام ہیں۔ ان مستقل جماعتی اداروں میں سے چند اہم اداروں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

(الف) خاندان یہ انسانی سماج کا پہلا اور بنیادی ادارہ ہے۔ خاندان کی بنیاد ایک مرد اور ایک عورت کے باہمی میل ملاپ کے ذریعے قائم ہوتی ہے۔ یہ میل ملاپ اسلام کے بتائے ہوئے معاہدۂ نکاح کے ذریعہ وجود میں آتا ہے۔ نکاح کے بغیر مرد و زن کا تعلق بدترین گناہ سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ معاہدۂ نکاح کے ذریعہ مرد و عورت ساری عمر کے لئے اپنے اوپر بھاری ذمہ داریاں عائد کر لیتے ہیں اور ہمیشہ ان ذمہ داریوں کے پابند رہتے ہیں۔ اس طرح جو خاندان وجود میں آتا ہے اس کا ناظم اعلیٰ مرد ہوتا ہے۔ وہ اپنے اہل وعیال کے لئے کماتا اور ان کے لئے مالی وسائل پیدا کرتا ہے۔ بیوی اس کے زیر ہدایت گھر کا انتظام کرتی ہے، اور اولاد کی پرورش کرتی ہے۔ اور تمام گھریلو فرائض نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیتی ہے۔

خاندان عام معاشرہ کا ابتدائی مرحلہ ہے۔ یہیں سے ایک نئی نسل نمودار ہوتی ہے اس لئے اسلام نے اہلِ خاندان کی تعمیر سیرت اور ان کی تربیت پر خاص توجہ مبذول کی ہے تاکہ اسلامی معاشرہ کی بنیاد صحیح طریقے سے قائم ہو سکے۔

(ب) قرابت خاندان کے بعد دیگر رشتہ داروں کے حقوق بھی اسلام نے متعین کئے ہیں۔ قرآنِ کریم میں صلۂ رحمی یعنی رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی بہت تاکید آئی ہے۔ اسلام

نے ان کے لئے میراث قائم کرکے رشتہ داروں کے تعلقات کو مستحکم کر دیا ہے۔

(ج) **محلہ** رشتہ داری کے بعد اہل محلہ اور پڑوسیوں کے حقوق کو بھی اسلام نے بہت اہمیت دی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:-

"مجھے پڑوسی کے حقوق کے بارے میں اس قدر تاکید کی گئی تھی کہ مجھے یہ خیال ہونے لگا تھا کہ شاید (اللہ تعالیٰ) اسے بھی میراث میں حصہ دار بنا دے گا"

آپ نے دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا ہے:- "وہ شخص مؤمن نہیں ہے جو خود پیٹ بھر کر کھانا کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا رہے"

(د) **مسجد** ہر محلہ کی مسجد وہاں کا سماجی ادارہ ہے۔ جو ہر محلہ کے سماجی بھلائی کے کاموں کا مرکز بن سکتی ہے۔ اور مساجد کی تنظیم اسلامی معاشرہ کی صحیح روح کو قائم رکھ سکتی ہے۔

(ہ) **حدود و تعزیرات** اسلامی معاشرہ کی اصلاح کے لئے اسلام نے عبادات اور اخلاقی احکام سے کام لیا ہے اور حتی الامکان تشدد اور سختی سے گریز کیا ہے لیکن سخت قسم کے اخلاقی مجرموں سے معاشرہ کو محفوظ کرنے کے لئے اس نے شرعی حدود اور تعزیرات کا ایک مکمل نظام بھی قائم کیا ہے۔ وہ لوگ جو تعلیم و تربیت اور اخلاقی ذرائع سے اصلاح قبول نہ کریں ان کے لئے سخت سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔ مگر وہ اسی وقت نافذ ہوتی ہیں جبکہ مجرموں کے سماجی جرائم یقینی طور پر ثابت ہو جائیں اور سزا کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو۔ ایسے موقع پر عبرتناک سزائیں دی جاتی ہیں تاکہ دوسرے لوگوں کو جرم کرنے کی ہمت نہ ہو اور ملک کا امن و امان خطرے میں نہ پڑ جائے۔ مثلاً چوری کا ارتکاب کرنے کی صورت میں جب چور کا جرم یقینی طور پر ثابت ہو جائے تو چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ تاکہ چوری کا مکمل انسداد ہو جائے۔ اسی طرح بدکاروں کے لئے کوڑوں اور سنگساری کی سزا مقرر ہے۔ قتل کی صورت میں خون کا بدلہ خون ہے، تاکہ سماج سے بدکاری اور خون ریزی کا خاتمہ ہو جائے۔

(و) **سزا میں مساوات** اسلامی قوانین اور ان کی سزائیں ہر غریب اور امیر کے لئے یکساں ہیں۔ یہاں تک کہ حکام اور امیر المومنین بھی اس کی گرفت سے نہیں بچ سکتے۔ اسلام کی نظر میں کوئی شخصیت قانون سے بالاتر نہیں ہے۔ چنانچہ ایک موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی جرم کی سزا تحقیق کرنے کے لئے کہا گیا تو آپ نے فرمایا:- "اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو خدا کی قسم میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا" (بخاری شریف)